جلد ۲۹ ۔ ۲۷ امان ۱۳۲۰ ہش ۔ ۲۸ صفر ۱۳۶۰ ھ ۔ ۲۷ مارچ ۱۹۴۱ء ۔ نمبر ۷۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

نیک وُہی ہیں جو عُسر اور یُسر دونوں حالتوں میں خدا تعالےٰ کے منشا کو پورا کرنے کی کوشش کریں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۴ مارچ ۱۹۴۱ء

مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر

سُورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
اللہ تعالےٰ کے قرآن کریم سے

دو نام

معلوم ہوتے ہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ اس کے دو ہی نام ہیں۔ بلکہ یہ ہے کہ جس مضمون کے متعلق میں اس وقت بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے متعلق دو نام ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ کہ واللہ یقبض ویبسط (بقرہ) ہے۔ یعنی وُہ قبض کرتا ہے۔ اور پھر بسط بھی کرتا ہے۔ یعنی کبھی تو اپنے بندوں سے اس کا معاملہ اس قسم کا ہوتا ہے۔ کہ وُہ ان کے ساتھ مہربانی۔ شفقت اور رحم سے پیش آتا ہے۔ ان کو ترقیات بخشتا ہے۔ ان کے کاموں میں برکت دیتا ہے۔ اور ان کی کوششوں کے اعلےٰ درجہ کے نتائج پیدا کرتا ہے اور کبھی اس کے قابض ہونے کی صفت ظہور میں آتی ہے۔ اور وُہ اپنے بندے پر تکالیف۔ ابتلاء اور مصائب نازل کرتا ہے۔ اور دیکھتا ہے۔ کہ ان ابتلاؤں اور تکالیف کے زمانہ میں اس کے بندے کا معاملہ کیسا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا یہ معاملہ افراد اور اقوام دونوں کے متعلق ہوتا ہے۔ مومنوں کے ساتھ یا مومن جماعتوں کے ساتھ اس کا معاملہ کبھی تو قبض کا۔ اور کبھی بسط کا ہوتا ہے۔ یا تو وُہ

قبض کے بعد بسط کا سلوک

کرتا ہے۔ یا یہ دونوں معاملے بدلتے رہتے ہیں۔ اور اگر وُہ کبھی لمبے زمانہ تک قبض کا معاملہ کرتا ہے۔ تو آخر میں ضرور بسط کا معاملہ کرتا ہے۔ اور انجام کار کشائش عطا کر دیتا ہے۔ اور بالعموم انجام اچھا ہوتا ہے۔ سوائے اس کے کہ دُنیا کے مصائب اس کے علم میں اس مومن کے لئے آخرت کے لحاظ سے بہتر ہوں۔ ایسی حالت میں تو بعض اوقات انجام بھی تکلیف کا ہی ہوتا ہے۔ مگر اس کا عام طریق یہی ہے۔ کہ مومن سے وُہ ابتداءً قبض کا اور آخر کار بسط کا معاملہ کرتا ہے اور مومن جماعتوں سے بھی عام طور پر اس کا معاملہ اسی رنگ میں ہوتا ہے۔ یعنی ابتداءً قبض کا ہوتا ہے۔ مگر آخر ایک دن ایسا آتا ہے۔ کہ بسط کا معاملہ ہو جاتا ہے اور ترقیات عطا کر دیتا ہے۔ اور ان دونوں حالتوں میں وُہ اپنے بندے کا امتحان کر کے دُنیا کو دکھاتا ہے۔ کہ دیکھو

میرا بندہ دونوں حالتوں میں اچھا

رہا۔ دُنیا میں کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وُہ مصیبت کے ایام میں زیادہ اچھے اور شاندار اعمال کرتے ہیں۔ مگر کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو مصائب کے وقت گھبرا جاتے ہیں۔ اور خوشیوں کے زمانہ میں اچھے رہتے ہیں۔ یہ دراصل فطری نقائص ہوتے ہیں۔ ان کو نیکی نہیں کہا جا سکتا۔ بعض کی بناوٹ ہی ایسی ہوتی ہے۔ کہ جب ان پر مصیبت کا وقت آئے۔ تو ان کے اخلاق نمایاں طور پر ابھر آتے ہیں۔ یا جب خوشی کا وقت آئے تو ان کے اخلاق زیادہ ابھر آتے ہیں بعض ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کو کھانے کو ملتا رہے۔ بیوی بچے اچھے رہیں۔ تو وُہ

خوب نمازیں پڑھتے

روزے رکھتے۔ اور نیک اعمال بجا لاتے ہیں۔ لیکن جب ذرا بھی مصیبت آ جائے۔ تو نمازیں چھوڑ دیتے ہیں۔ روزہ رکھنا ترک کر دیتے ہیں۔ اور کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ بس بہت نمازیں پڑھ کر اور روزے رکھ کر دیکھ لیا ہے۔ کچھ نہیں بنتا۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۵ امان ۱۳۲۰ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق سوا نو بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ آج بھی حضور کی طبیعت بوجہ حرارت علیل رہی۔ احباب حضور کی صحت کاملہ اور درازیٔ عمر کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ

مولوی عبد الغفور صاحب ڈیرہ غازی خان سے واپس آگئے ہیں ؂

لیکن بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں۔ کہ جونہی ذرا کھانے کو ملا۔ نمازوں میں سست ہو جاتے ہیں۔ نیک اعمال سے غافل ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب کوئی گھر میں بیمار ہوا فوراً مصلّے بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ لیکن نہ تو وہ لوگ جو خوشی کے وقت میں اچھے اخلاق دکھاتے اور اپنی حالت کو درست رکھتے ہیں۔ شریعت یا اخلاق کے مطابق عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور نہ وہ جو مصیبت کے وقت ایسا کرنے والے ہوتے ہیں۔ بلکہ

مومن کا کمال

یہ ہوتا ہے۔ کہ خوشی اور مصیبت دونوں وقت خدا تعالےٰ کو راضی رکھنے کی کوشش کرے۔ اور اس کے منشاء کو پورا کرے ایسے ہی لوگوں کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ فطرت پر عمل کرنے والے نہیں بلکہ شریعت پر عمل کرنے والے ہیں فطرت کے مطابق عمل کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ اس انسان میں استقلال نہیں جب تک حالات اس کی فطرت کے مطابق ہوں۔ وہ ٹھیک چلتا جاتا ہے۔ اور جب حالات میں تبدیلی ہو نیکی کو چھوڑ دیتا ہے۔ جس شخص کی فطرت ایسی ہے۔ کہ وہ خوشی میں خدا تعالےٰ کو یاد کرتا ہے جب تک حالات اس کی فطرت کے مطابق ہوں یعنی خوشی اور راحت کے سامان پیدا رہیں۔ وہ ایسا کرتا ہے۔ مگر جب حالات اس کی فطرت کے مطابق نہ رہیں۔ وہ خدا تعالےٰ کو بھول جاتا ہے۔ یا جس کی فطرت ایسی ہے۔ کہ مصیبت کے وقت ہی اسے خدا تعالےٰ یاد آتا ہے۔ جب تک اس پر مصائب رہیں وہ خدا تعالےٰ کو یاد رکھتا ہے۔ مگر جب ذرا خوشی کا زمانہ آئے وہ سمجھ لیتا ہے۔ کہ نمازوں وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایسے لوگ گویا اندھا دھند اپنی

فطرت کے مطابق

چلتے جاتے ہیں۔ اور نتائج کو مدنظر نہیں رکھتے۔ اور جب وہ اس راستے سے ہٹ جائیں۔ جو ان کی فطرت کے مطابق ہے تو وہ حیران و پریشان ہو جاتے ہیں۔ اور قوت عملیہ بالکل معطل ہو کر رہ جاتی ہے

لیکن جو شخص سوچ سمجھ کر کام کرتا ہے وہ جانتا ہے۔ کہ سب حالتیں خدا تعالےٰ کی طرف سے ہیں۔ اس لئے ہر حال میں اس کے

منشاء کے مطابق چلنے کی کوشش

کرتا ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ صحابہ کرام کو ابتداءً ہر قسم کے مصائب پیش آئے۔ اور پھر ہر قسم کی ترقیات بھی حاصل ہوئیں مگر انہوں نے دونوں حالتوں میں خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کی کوشش کی۔ اور یہ بتاتا ہے۔ کہ ان کی نیکیاں اپنے فطری میلان کے مطابق نہ تھیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی خوشنودی کے لئے تھیں۔ مکہ کی زندگی میں ان پر کتنی مصیبتیں آئیں۔ ان کا خیالی کر کے بھی انسان کانپ جاتا ہے۔ آپ لوگ غور کریں۔ کہ کتنے ہیں جو ایسے مصائب کو برداشت کر سکتے ہیں۔ ان کو گرم ریت پر عین دوپہر کے وقت لٹا دیا جاتا۔ اور پھر رسیاں باندھ کر گھسیٹا جاتا۔ اور کنکریلی زمین پر بے تحاشا کھینچا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ جسم سے خون بہنے لگتا۔ مگر وہ سب کچھ

صبر سے برداشت کرتے

اور یہ حالت ایک لمبے عرصہ تک جاری رہی۔ ایک صحابی کے متعلق لکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ انہوں نے غسل کے لئے اپنا کرتا اتارا۔ تو اس وقت کچھ اور لوگ بھی وہاں تھے۔ انہوں نے دیکھا۔ کہ ان کی پیٹھ کا چمڑا بالکل بھینس کے چمڑے کی طرح سخت۔ کھردرا اور سیاہ تھا۔ انہوں نے دریافت کیا۔ کہ کیا یہ کوئی بیماری ہے۔ تو اس صحابی نے بتایا کہ بیماری کوئی نہیں۔ بلکہ جب ہم اسلام لائے۔ تو ہمارے مالک (یہ سلوک عام طور پر غلاموں سے کیا جاتا تھا) ہم کو تپتی ہوئی ریت پر ننگا کر کے دوپہر کے وقت لٹا دیتے تھے اور اس سے خون پک پک کر جل گیا۔ اور یہ حالت ہو گئی۔ اور اگر ان کا زمانہ اس پر ختم ہو جاتا۔ تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ بعض لوگ

طبعاً ضدی

ہوتے ہیں۔ اور ان کو جتنا ڈانٹا اور دبایا جائے۔ وہ اتنا ہی زیادہ مقابلہ کرتے ہیں۔ اس لئے صحابہ کی یہ حالت کسی نیکی کی وجہ سے نہ تھی۔ بلکہ ان کے فطری میلان کے مطابق تھی۔ ان کی فطرت ہی ایسی تھی۔ اس لئے جب ان پر ظلم ہوئے تو وہ مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے مگر پھر اللہ تعالےٰ اسلام کا زمانہ لایا۔ اور مسلمانوں کو غلبہ اور فتوحات حاصل ہوئیں اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ان لوگوں نے اس وقت بھی اسی

تقوے کا نمونہ

دکھایا۔ اور نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ اور دوسری نیکیوں میں کوئی کمی نہیں آنے دی۔ اسی طرح قربانیاں کرتے رہے۔ اس لئے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ ضدی طبیعت کے تھے۔ بلکہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ مصائب کے وقت میں بھی وہ خدا تعالےٰ کی خاطر نیک اعمال بجا لاتے تھے۔ اور خوشیوں میں بھی اسی کے لئے نیکیاں کرتے تھے۔ یا اگر اللہ تعالےٰ شروع سے ہی اسلام کو

مدنی زندگی

عطا کر دیتا۔ ادھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوےٰ کرتے۔ اور ادھر خدا تعالےٰ کی تائید و نصرت حاصل ہو جاتی تو صحابہ کے نیک نمونہ کو دیکھ کر کوئی کہہ سکتا تھا۔ کہ ان لوگوں کو آرام پہنچا اس لئے وہ نیکیاں کرتے رہے۔ کیا پتہ کہ اگر ان کو مصائب پیش آتیں۔ تو ان کا ایمان کیسا رہتا۔ ان کی طبیعت ہی ایسی تھی۔ کہ خوشی میں

خدا تعالےٰ کو یاد کرنیوالے

تھے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ان کو دونوں زمانے دیئے۔ اس لئے کوئی یہ اعتراض نہیں کر سکتا۔ اور ان کے حالات کو دیکھتے ہوئے ہر ایک کو یہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ انہوں نے جو کچھ کیا تقوےٰ اور دینداری کے ماتحت کیا۔ کیونکہ دونوں حالتوں میں خدا تعالےٰ کو نہ چھوڑا۔

مجھے اس امر کی ایک مثال یاد آتی ہے۔ کہ کس طرح بعض لوگ نرمی سے ہر قسم کا کام کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر ذرا سی سختی کو برداشت نہیں کر سکتے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یہاں ایک شخص جو عرب کہلاتے تھے آئے۔ وہ رہنے والے تو بریا کے تھے مگر عرب کہلاتے تھے۔ ابوسعید ان کا نام تھا۔ وہ یہاں رہے۔ مگر بعد میں کچھ ابتلاء آیا۔ اور چلے گئے۔ پھر سیاسی آدمی بن گئے۔ اور ہندوستان سے شاید ترکی چلے گئے تھے۔ اور غالباً وہیں فوت ہو گئے۔ بہرحال پھر کبھی ان کا ذکر نہیں سنا۔ وہ بڑے اخلاص سے یہاں آئے تھے۔ مگر بعد میں بعض باتوں کی وجہ سے ابتلا آ گیا۔ اور چلے گئے۔ جب آئے تو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر

گورداسپور میں ایک مقدمہ

شروع ہو گیا۔ جو مولوی کرم دین بھیں والے کے مقدمہ کے نام سے مشہور ہے۔

اس کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اکثر گورداسپور جانا پڑتا تھا۔ اور آپ بعض اوقات دس دس پندرہ پندرہ دن بلکہ مہینہ مہینہ وہاں رہتے تھے۔ وُہ بھی ساتھ رہتے۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب اور دوسرے لوگ جو مقدمات کا کام کرتے تھے۔ ان سے خوب خدمت لیتے تھے۔ اور وُہ بڑی خدمت کرتے تھے۔ حتیٰ کہ مجھے بعض لوگوں نے سنایا۔ کہ وُہ ان کے پاخانہ والے پاٹ بھی دھو دیتے تھے حالانکہ وُہ کسی زمانہ میں اچھے تاجر اور آسودہ حال آدمی رہ چکے تھے۔ لیکن ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلس میں تشریف فرما تھے۔ میں بھی وہیں تھا۔ خواجہ صاحب آئے۔ شاید اپنے لئے یا شاید ان کے ساتھ کوئی ایسا آدمی تھا۔ جس سے وُہ اچھا سلوک کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے آتے ہی کہا۔ کہ عرب صاحب وُہ چٹائی گھسیٹ کر ادھر لے آئیے۔ مگر خواجہ صاحب کا لہجہ قدرے تحکمانہ تھا۔ اور طریق خطاب میں کچھ

حقارت کا رنگ

بھی تھا۔ اس لئے ان کے جواب میں عرب صاحب نے باوجودیکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی وہیں تشریف رکھتے تھے۔ بڑے جوش سے کہا کہ کیا میں تمہارے باپ کا نوکر ہوں۔ گویا جو شخص محبت سے پاخانہ تک اُٹھا دیتا تھا۔ جب اُسے خطاب کرتے وقت حکومت کا رنگ آیا۔ تو اس کی فطرت نے بغاوت کی۔ اور اس نے بڑے جوش سے کہا۔ کہ کیا میں تمہارے باپ کا نوکر ہوں۔ اس کے بالمقابل بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ محبت سے نہیں مانتے۔ مگر جب ان کو مارا جائے۔ تو بڑے فرمانبردار ثابت ہوتے ہیں۔ مگر جونہی اُن سے نرمی کا برتاؤ کیا جائے۔ فوراً بگڑ جاتے ہیں۔ اسکی بھی

ایک مثال

مجھے یاد آگئی ہے۔ وُہ شخص ابھی زندہ ہے جب وہ بچہ تھا۔ اور غالباً یتیم تھا۔ ہمارے

نانا جان مرحوم

اس جوش میں کہ اُسے پالیں گے۔ اور اس طرح ثواب حاصل کریں گے۔ اسے گھر میں لے آئے۔ اور باوجودیکہ آپ کی طبیعت بڑی جوشیلی تھی۔ ثواب حاصل کرنے کے شوق میں اس کی بہت خاطر و مدارات کرنے لگے۔ اسے کھلائیں پلائیں۔ اس کے لئے بستر کریں۔ اور پھر اسے سُلائیں۔ ایک دو روز تو وُہ ٹھیک طرح کھاتا پیتا رہا۔ مگر تیسرے چوتھے روز اس نے بگڑنا شروع کیا میر صاحب مرحوم اسے کہیں کھانا کھا لو۔ تو وُہ کہے۔ میں نہیں کھاؤں گا۔ نماز کے لئے چلو۔ تو کہے نہیں جاؤں گا۔ حتیٰ کہ اس نے کھانا چھوڑ دیا۔ اب میر صاحب مرحوم کھانا لے کر بیٹھے ہیں۔ کہ میاں کھا لو۔ بڑی خوشامد کر رہے ہیں۔ مگر وُہ یہی کہتا جاتا ہے۔ کہ نہیں میں نہیں کھاؤنگا شام کے کھانے کا وقت اس طرح گزرا۔ اور اس نے نہ کھایا۔ صبح ہُوئی۔ تو پھر آپ نے اسی طرح اس کی خوشامد شروع کی۔ کہ میاں فضل الٰہی کھانا کھا لو۔ تمہیں اچھے اچھے کپڑے بنوا دیں گے یہ لے دیں گے۔ وُہ لے دیں گے۔ مگر اس نے

ایک نہ مانی

اور اپنی ضد پر اڑا رہا۔ اور اس طرح دُوسرا وقت بھی فاقہ سے ہی رہا۔ تیسرا وقت آیا۔ تو پھر یہی حالت رہی۔ بہت منت خوشامد کی۔ مگر اس نے ایک نہ مانی۔ نانا جان مرحوم کی طبیعت جوشیلی تو تھی ہی۔ آخر ان کو جلال آ گیا۔ اور انہوں نے سوٹی لے کر کہا۔ کہ کھاتا ہے یا نہیں۔ جب اُس نے دیکھا۔ کہ آپ مارنے لگے ہیں۔ تو جھٹ کہنے لگا۔ کہ میں کھانا کھا لیتا ہُوں۔ تین وقت کی منت وسماجت سے تو نہ کھایا۔ مگر جب دیکھا۔ کہ مار پڑنے لگی ہے۔ تو جھٹ کھا لیا۔ اور اس دن سے خوش رہنے لگا۔

تو بعض طبائع مار کے آگے جھکتی ہیں۔ اور بعض پیار کے آگے۔ مگر یہ دونوں طاقتیں نیکی نہیں کہلا سکتیں۔ یہ

فطرت کی مختلف حالتیں

ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص اللہ تعالےٰ کو اپنا محسن سمجھتا۔ اور خواہ وُہ پیار کرے۔ یا ناراض ہو۔ اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا تو یہ نیکی ہے۔ کیونکہ اس نے دونوں صورتوں میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ اپنا تعلق ثابت کر دیا۔ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ایک دفعہ منافقین کی طرف سے یہ افواہیں بہت زور سے پھیلائی گئیں۔ کہ

روما کا قیصر

مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے فوجیں جمع کر رہا ہے۔ ان کا مطلب یہ تھا۔ کہ یہ سُنکر رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے مقابلہ کے لئے جائیں گے۔ اور جاتے ہی حملہ کر دیں گے۔ اور اس طرح مسلمانوں اور رومیوں میں لڑائی شروع ہو جائے گی۔ یہ منافقین کی ایک شرارت تھی۔ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ افواہیں پہنچیں۔ تو آپ نے حکم دیا۔ کہ بجائے اس کے کہ رومی ہم پر چڑھ آئیں۔ اور حملہ کر دیں۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ سرحد پر ہی جا کر ان کو روکیں۔ آپ نے مسلمانوں کو تیاری کا حکم دیا۔ حکم بڑا سخت تھا۔ کہ کوئی پیچھے نہ رہے۔ بیس ہزار کے قریب لشکر تیار ہُوا۔ جسے لے کر آپ روانہ ہُوئے۔ سب مسلمان ساتھ گئے۔ صرف منافقین پیچھے رہ گئے۔ اور یا تین مسلمان۔ ان میں سے ایک اپنا واقعہ خود بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے سمجھا۔ میں تیاری کر لوں۔ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو فوراً چل پڑے تھے۔ مگر میں نے سمجھا۔ میں امیر آدمی ہُوں۔ سامان رکھتا ہُوں۔ کل چلوں گا۔ تو جا ملوں گا۔ دوسرے روز بھی اسی خیال میں رہا۔ کہ کیا ہے۔ کل چل کر بھی مل سکتا ہُوں۔ مگر تیسرے دن بھی نہ جا سکا۔ اور چونکہ حالات خطرناک تھے۔ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس قدر تیزی سے بڑھتے جاتے تھے۔ کہ تین دن کے بعد میں نے سمجھا۔ کہ اب نہیں مل سکتا۔ اور رہ گیا۔ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واپس تشریف لائے۔ تو جو لوگ نہیں گئے تھے ان کی حاضری کا حکم دیا۔ ایک ایک غیر حاضر آپ کے سامنے جاتا۔ آپ نہ جانے کی وجہ پُوچھتے۔ وُہ کوئی عذر پیش کر دیتا۔ آپ ہاتھ اُٹھا کر اس کے لئے دُعا کر دیتے۔ اور اسے رخصت کر دیتے۔ میں بھی پہونچا۔ تو جو صحابی پہرے پر تھے۔ اُن سے دریافت کیا۔ کہ آپ تک کیا ہوا ہے۔ انہوں نے بتایا۔ کہ اس طرح لوگ جاتے ہیں۔ عذر پیش کر دیتے ہیں۔ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرتے۔ اور پھر رخصت کر دیتے ہیں۔ یہ سُنکر میرے دل میں خیال آیا۔ کہ یہ تو

چھٹکارے کی آسان راہ

ہے۔ میں بھی کوئی عذر کر دوں گا۔ مگر پھر خیال آیا۔ کہ معلوم کروں۔ کہ کوئی ایسے بھی ہیں۔ جنہوں نے عذر نہ کیا ہو۔ میں نے پُوچھا۔ تو اس صحابی نے بتایا۔ کہ ہاں فلاں فلاں دو شخص ایسے ہیں۔ جنہوں نے کوئی عذر نہیں کیا۔ اور کہدیا ہے۔ کہ ہم سے غلطی ہوئی۔ اور ہم قصُور وار ہیں۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ وُہی دو مخلص تھے۔ باقی عذر کرنے والے سب ایسے تھے۔ جن کو ہم پہلے ہی منافق سمجھتے تھے۔ اور میں نے دل میں فیصلہ کیا۔ کہ میں بھی مخلصین کے ساتھ رہوں گا۔ چنانچہ میں پیش ہُوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ مالک رضی اللہ عنہ تم بھی نہیں گئے۔ کیا عذر تھا۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ کوئی عذر نہ تھا۔ صرف

نفس کا دھوکا

تھا۔ آپ نے فرمایا۔ تم ٹھہرو۔ تمہارے متعلق بعد میں فیصلہ کیا جائیگا۔ اور پھر اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم کے مطابق آپ نے ان تینوں کے بائیکاٹ کا اعلان فرمایا۔ اور حکم دیا۔ کہ کوئی شخص ان سے سلام کلام نہ کرے۔ پھر کچھ دن کے بعد حکم دیا۔ کہ ان کی بیویاں بھی ان سے قطع تعلق کر لیں۔ مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ میری بیوی نے کہا۔ کہ فلاں کی بیوی نے اجازت لے لی ہے۔ تم کہو۔ تو میں بھی لے آؤں۔ میں نے کہا۔ کہ وہ تو کمزور اور بیمار ہے۔ اس وجہ سے اس کی بیوی نے اجازت لی ہے۔ میں کوئی اجازت لینا نہیں چاہتا۔ اور چونکہ خطرہ ہے۔ کہ کسی وقت تم مجھے بلا لو۔ یا میں تمہیں بُلا لوں اس لئے تم اپنے میکے چلی جاؤ۔ تا یہ حکم پُوری طرح ادا ہو سکے۔ وُہ کہتے ہیں۔

میرے دل میں ایک درد تھا دکھ تھا کہ منافق تو سزا سے بچ گئے۔ اور ہمیں سزا مل گئی۔ ہمیں یہ تو بات نہیں کہ ہم پر بہت بڑے منافق ہونے کا شبہ ہو میرا ایک رشتہ دار تھا۔ اور ہم دونوں میں باہم اس قدر محبت تھی۔ کہ اکٹھے ہی کھانا کھاتے۔ اور اکثر اکٹھے رہتے تھے۔ ایک دوسرے سے گویا عشق تھا جب یہ خیال میرے دل میں آیا۔ تو وہ اپنے باغ میں کام کرتا تھا۔ میں گھبراہٹ کے عالم میں اس کے پاس گیا۔ اور کہا کہ بھائی دیکھو اور لوگوں کو تو ہو سکتا ہے۔ کہ اچھی طرح سب حالات معلوم نہ ہوں۔ مگر تمہیں تو سب کچھ معلوم ہے۔ صرف یہ بتاؤ کہ کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ میں منافق ہوں۔ مگر اس نے میری طرف مونہہ کر کے دیکھا بھی نہیں۔ اور اپنے کام میں لگا رہا۔ میں نے پھر کہا کہ میں صرف اتنا پوچھتا ہوں۔ کہ تم تو میرے حال سے واقف ہو۔ کیا میں منافق ہوں۔ میں چاہتا تھا۔ کہ وہ کہدے نہیں۔ اور میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو جائے۔ مگر اس نے پھر بھی کوئی جواب نہ دیا۔ اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا کہ

اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں

ایک ایسے شخص سے جو میرے حالات کا پوری طرح واقف تھا۔ رشتہ دار تھا اور اس سے نہائت گہرے تعلقات تھے یہ جواب سنکر گویا زمین اور آسمان مجھ پر تنگ ہو گئے۔ اور مجھ پر جنون کی حالت طاری ہو گئی۔ یہاں تک کہ میں باغ کے دروازہ کی طرف بھی نہیں گیا۔ بلکہ دیوار پھاند کر پاگلوں کی طرح شہر کو چل پڑا۔ جب میں شہر میں داخل ہوا۔ تو ایک یہودی نے کہا کہ ایک شخص تمہیں تلاش کرتا پھرتا ہے۔ میں ذرا آگے بڑھا تو وہ ایک اور شخص سے میرا پتہ پوچھ رہا تھا۔ اور وہ شخص میری طرف اشارہ کر کے بتا رہا تھا۔ کہ وہ ہے۔ وہ میرے پاس آیا۔ اور کہا کہ یہ غسان کے بادشاہ نے آپ کے نام خط بھیجا ہے۔ میں نے اسے کھولا تو اس میں لکھا تھا۔ کہ میں نے سنا ہے۔ تمہارے سردار نے تمہارے ساتھ بہت سختی کا معاملہ کیا ہے۔ حالانکہ تم اپنی قوم کے سردار اور رئیس تھے تمہیں

بہت ذلیل کن سزا

دی گئی ہے۔ جسے ہم بھی سخت ناپسند کرتے ہیں۔ اور ہمیں تمہارے ساتھ بہت ہمدردی ہے۔ اگر تم ہمارے پاس آ جاؤ تو ہم تمہاری شان کے مطابق عزت کرینگے مالک کہتے ہیں۔ یہ خط پڑھ کر میں نے کہا۔ کہ یہ

شیطان کا آخری حملہ

ہے۔ میں چلتا گیا۔ آگے ایک تنور جل رہا تھا۔ وہ خط میں نے اس میں ڈالدیا۔ اور اس قاصد سے کہا کہ اپنے آقا سے کہدینا کہ تمہارے خط کا یہ جواب ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نمازوں میں جاتا جا کر السلام علیکم کہتا اور کان لگا کر سنتا کہ شائد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب آہستہ دیا ہو۔ مگر جب معلوم کرتا۔ کہ آپ نے جواب نہیں دیا۔ تو تھوڑی دیر بیٹھ کر مجلس سے باہر چلا جاتا اور باہر یونہی تھوڑی دیر ادھر ادھر پھرنے کے بعد مجلس میں آتا۔ اور پھر السلام علیکم کہتا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہونٹوں کی طرف دیکھتا کہ شائد آپ نے آہستہ سے جواب دیا ہو۔ مگر آپ جواب نہیں دیتے تھے ہاں یہ میں نے کئی دفعہ دیکھا۔ کہ میں نظریں نیچی کئے بیٹھا ہوں۔ آنکھ اٹھا کر جو دیکھا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی طرف دیکھتے ہوئے پایا۔ اور یہ دن اسی طرح گزرتے گئے۔ یہاں تک کہ غسان کے خط کا واقعہ ہوا۔ اور اللہ تعالے نے ان کے اخلاص کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو الہام فرمایا کہ تینوں کو معاف کر دیا جائے۔ مالک کہتے ہیں کہ میں نماز پڑھ کر جلد گھر آ گیا تھا۔ اور بعد میں مجلس میں آپ نے یہ فرمایا۔ یہ سنتے ہی ایک صحابی تو گھوڑے پر سوار ہو کر مالک کو خبر دینے گئے۔ مگر ایک ان سے بھی ہشیار نکلے۔ اور انہوں نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر بلند آواز سے پکارا۔ کہ مبارک ہو۔ خدا تعالے اور اس کے رسول نے تم کو معاف کر دیا۔

مالک کہتے ہیں یہ پیغام پہونچا تو میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہمیں معاف کر دیا۔ آپ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا۔ کہ اس معافی کے بعد میں سب سے پہلا کام یہ کرتا ہوں۔ کہ میری دولت نے ہی مجھے غافل کر رکھا تھا۔ اس لئے میں ساری دولت اور جائداد خدا تعالے کی راہ میں دیتا ہوں۔ تا نہ یہ پاس ہو اور نہ پھر کبھی ایسی غفلت میں مبتلا ہو سکوں۔ اور اس کے بعد یہ خوشخبری پہونچانے والے کو اپنے کپڑے انعام دیئے۔ اور خود کسی سے مانگ کر پہنے۔ تو دیکھو کس قدر مصیبت کے وقت میں

شاندار اخلاص کا نمونہ

دکھایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیعت کے وقت یہ عہد لیتے تھے۔ کہ عسر یسر دونوں حالتوں میں فرمانبرداری کرونگا۔ اور ان لوگوں نے اس عہد کو پورا کر دکھایا۔ پس نیک وہی ہے۔ جو خوشی اور مصیبت دونوں حالتوں میں خدا تعالے کے منشاء کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور کسی حالت میں بھی گھبراہٹ ظاہر نہیں ہونے دیتا۔ بلکہ اللہ تعالے کے دین سے سچا تعلق رکھتا ہے۔ اور ہر حال میں خدا تعالے کا ساتھ دیتا ہے۔ یہی لوگ ہیں کہ اللہ تعالے بھی ہر وقت ان کا ساتھ دیتا ہے۔ اور ایسے ہی بہادر لوگ ہیں جو ہر حال میں قربانیاں کرتے ہیں۔ جن کے ناموں کو دنیا ہمیشہ یاد رکھتی ہے مسلمانوں میں گرے ہوئے زمانہ میں بھی ایسے لوگوں کی کافی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ یہی لوگ

حقیقی بہادر

ہوتے ہیں۔ بہادر وہ نہیں جو صرف تکلیف کے وقت قائم رہتا ہے۔ یہ بہادری نہیں تہور کہلا سکتا ہے۔ اور اسی طرح وہ بھی نہیں جو خوشی میں بات مانتا ہے۔ اسے ہم صرف نرم اور کمزور دل کہہ سکتے ہیں۔ بہادر وہی ہے۔ جو نہ ڈر کے وقت ساتھ چھوڑتا ہے۔ اور نہ خوشی کے وقت۔ اسلامی تمدن کے زمانہ میں اسکی

بہترین مثال

سپین کے ایک سردار کی نظر آتی ہے سپین کو پہلی صدی کے آخر میں مسلمانوں نے فتح کیا تھا۔ چنانچہ جبل الطارق جسے اب جبرالٹر کہا جاتا ہے۔ ایک مسلمان جرنیل طارق بن زیاد کے نام پر ہی ہے۔ یہ یورپ اور امریکہ سے بحیرہ روم میں داخل ہونے کا دروازہ ہے۔ بنو امیہ کے زمانہ میں ایک اسلامی لشکر افریقہ سے ہوتا ہوا یہاں پہونچا۔ اور ایسی ہمت کے ساتھ سپین کو فتح کیا۔ کہ حیرت آتی ہے۔ اس لشکر کی تعداد صرف بیس ہزار تھی جب یہ فوج کشتیوں سے اتری۔ تو طارق نے اپنے سپاہیوں سے کہا۔ کہ دیکھو ہم بہت تھوڑے ہیں۔ سارا ملک ہمارا دشمن ہے۔ لڑائی اگر شدید ہو تو ممکن ہے بعض کے دل میں یہ کمزوری پیدا ہو۔ کہ لوٹ جائیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے۔ کہ ہم ان کشتیوں کو جلا دیں۔ تا واپسی کا خیال ہی نہ رہے۔ بعض نے کہا کہ یہ خطرہ کی بات ہے۔ مگر طارق نے کہا۔ کہ اگر ڈرنا تھا تو گھر سے ہی کیوں نکلنا تھا۔ آخر

کشتیاں جلا دی گئیں

سپین پر حملہ کیا۔ اور اس کے اکثر حصہ کو فتح کر لیا گیا۔ اور وہاں ایک زبردست حکومت قائم کی۔ اور بڑے بڑے فقیہہ اور علماء جن کے متعلق مسلمان یہ جانتے بھی نہیں کہ وہ عربی نہیں بلکہ یورپین تھے وہیں پیدا ہوئے ہیں۔

محی الدین ابن عربی

بڑے بلند پایہ صوفی گزرے ہیں۔ فتوحات مکیہ ان کی مشہور کتاب ہے۔ وہ یورپین اور سپین کے رہنے والے تھے۔ اسی طرح بہترین تفاسیر جو ہیں۔ ان میں قرطبی فقہی مسائل کے لحاظ سے اور بحر محیط نحوی لحاظ سے بہترین تفسیریں سمجھی جاتی ہیں۔ اس میں رطب و یابس اور لغو باتیں نہیں بلکہ قرآن کریم پر قرآن کریم سے بحث کی گئی ہے۔ اور یہ دونوں مفسر یورپ کے رہنے والے تھے۔ ابن حجر کا نام ایسا ہے۔ جسے عام طور پر مسلمان جانتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تو گویا ان کے عاشق تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ ابن حجر رحمۃ اللہ

اسلام کے لئے ننگی تلوار

تھے۔ یہ بھی سپین کے رہنے والے تھے۔

تو سپین ایک زمانہ میں اسلام کا مرکز تھا۔ کیا بلحاظ فقہی مسائل کی تحقیق و تدقیق کے اور کیا بلحاظ فقہ۔ علم کلام۔ تفسیر قرآن اور احادیث پر عبور کے۔ پھر دنیوی علوم میں سے طب۔ فلسفہ اور علم ادب کے لحاظ سے بھی وہاں چوٹی کے علماء گذرے ہیں۔ لیکن عام لوگ غلطی سے سمجھتے ہیں کہ یہ سب بڑے بڑے علماء و فقہاء عرب اور بغداد وغیرہ کے رہنے والے تھے۔

سپین میں مسلمانوں کی حکومت

آٹھ سو سال تک قائم رہی۔ اور بڑی شان سے رہی۔ فرانس کے بعض علاقے بھی مسلمانوں نے فتح کئے۔ یورپ کے بہت سے جزائر بھی ان کے قبضہ میں تھے جنوبی اٹلی کے بعض حصوں پر بھی ان کی حکومت تھی۔ مگر یہ ساری حکومت آہستہ آہستہ باہمی مخالفتوں اور عداوتوں کی وجہ سے کمزور ہوتی گئی۔ حتےٰ کہ آخر دار السلطنت غرناطہ اور ارد گرد کے بعض دیہات تک ہی اسلامی حکومت محدود رہ گئی۔ اس وقت سپین کے ایک حصہ کا بادشاہ فرڈیننڈ خامس اور ایک کی ایک عورت ازبیلا تھی۔ دونوں نے باہم شادی کرلی۔ اور ساری طاقت اکٹھی کرکے غرناطہ پر حملہ کردیا۔ مسلمان بہت تھوڑے تھے۔ مگر پھر بھی ہمت والے تھے۔ اور اسلامی اثر ان پر تھا۔ مقابلہ بڑا سخت کیا۔ مگر آخر محاصرہ کی حالت ہوگئی سات ماہ تک محاصرہ جاری رہا۔ اور پھر خوراک میں بھی کمی ہونے لگی۔ اس وقت وہاں کے بادشاہ

ابوعبداللہ محمد بن سلطان ابوالحسن ناصری

تھے۔ انہوں نے مجلس مشاورت منعقد کی۔ کہ کیا کیا جائے۔ اکثر لوگوں کا مشورہ یہی تھا کہ صلح کرلی جائے مقابلہ فضول ہے۔ کیونکہ ہم مقابلہ کر نہیں سکتے۔

موسیٰ بن غسان

سوار فوج کے جرنیل تھے۔ انہوں نے کہا کہ صلح کی بات بالکل فضول ہے۔ عیسائیوں کو بتا دو کہ مسلمان تلوار اور خنجر اور گھوڑے پر چڑھ کر لڑنے کے لئے ہی پیدا ہؤا ہے۔ اگر مسیحی بادشاہ ہمارے ہتھیاروں کا مطالبہ کرتا ہے تو وہ آکر ہم سے جبراً چھین لے۔ لیکن اسے معلوم ہو جائے گا۔ کہ ہمارے ہتھیار اسے بہت مہنگے پڑیں گے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ غرناطہ کی فصیل کے نیچے کی قبر مجھے غرناطہ کے پر تکلف مکانوں کی رہائش سے زیادہ عزیز ہے۔ جس میں مجھے کفار کی اطاعت میں رہنا پڑے لوگوں پر ان کی بات کا اثر ہؤا اور

جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ

ہؤا۔ اور باہر نکل کر حملے شروع کئے۔ مگر کجا ایک شہر اور کجا سارا ملک۔ مسلمان کثرت سے شہید ہونے لگے۔ اور محاصرہ لمبا ہوگیا یہاں تک کہ سردی کا موسم آگیا۔ اور خوراک کا ذخیرہ ختم ہونے لگا۔ آخر ابوالقاسم گورنر غرناطہ نے رپورٹ کی کہ ذخائر خوراک ختم ہونے کو ہیں۔ اور لوگوں میں گھبراہٹ پیدا ہو رہی ہے۔ لیکن موسےٰ نے پھر صلح کی مخالفت کی۔ اور باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کرنے کی رائے دی۔ اور پھر باہر نکل کر مقابلہ شروع ہؤا۔ لیکن پیدل سپاہ کو شکست ہوئی۔ اور لشکر اسلام پھر

قلعہ میں محصور

ہوگیا۔ پھر صلح کی کانفرنس ہوئی۔ پھر موسےٰ نے مخالفت کی اور کہا کہ ہر مرد کو ہتھیار دو کہ وہ نکل کر مقابلہ کرے۔ اور میں تو غرناطہ کی حفاظت میں لڑ کر مرجانا پسند کروں گا۔ مگر مغلوب ہونے کو ہرگز برداشت نہ کروں گا۔ لیکن اس دفعہ انکی بات کا اثر نہ ہؤا۔ اور ابوالقاسم وزیر کو صلح کی شرطیں طے کرنے کو بھجوایا گیا۔ اور وہ یہ شرائط طے کرکے آئے کہ ستر دن لڑائی بند رہے گی۔ اس اثنا میں اگر مسلمانوں کو افریقہ سے مدد پہونچ گئی تو وہ لڑائی جاری کردیں گے۔ ورنہ ہماری ماتحتی میں رہیں گے۔ ان کی مساجد کا احترام کیا جائے گا۔ اسلامی مدارس جاری رکھے جائیں گے۔ کسی عیسائی یا یہودی کو ان پر حاکم نہیں مقرر کیا جائے گا۔ وزیر جب یہ شرائط معلوم کرکے واپس آیا تو سب نے ان کو پسند کیا۔ مگر ہزار سال کی حکومت کے بعد اس طرح حکومت کھونے کے خیال سے

کئی عمائد رو پڑے

موسیٰ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے سرداران قوم اس رونے کے کام کو عورتوں اور بچوں کے لئے رہنے دو۔ ہم مرد ہیں۔ ہمارا کام آنسو بہانا نہیں۔ خون بہانا ہے۔ بے شک لوگوں میں مایوسی پھیلی ہوئی ہے۔ مگر ابھی ایک راستہ شرفاء کے لئے کھلا ہے اور وہ یہ کہ لڑ کر مرجائیں۔ زمین ہماری لاشوں کو سنبھالنے کے لئے موجود ہے۔ اور اگر وہ بھی نہ ملے تو آسمان ہماری قبر بننے کے لئے کافی ہے۔ خدا تعالےٰ ہم کو اس طعنے سے بچائے کہ یہ لوگ اسلامی حکومت کے بچانے سے موت کی ڈر کی وجہ سے رک گئے۔

ان کی یہ تقریر سنکر بادشاہ نے کہا کہ یہ میری بدقسمتی ہے۔ کہ اس ملک میں اسلام کی تباہی میرے ہی زمانہ میں مقدر تھی۔ مگر امراء پر اس

پرحسرت کلام

کا بھی کوئی اثر نہ ہؤا۔ اور وہ صلح نامہ پر دستخط کرنے کے لئے تیار ہوگئے تب موسےٰ پھر جوش سے کھڑے ہوئے۔ اور کہا کہ اپنے آپ کو دھوکا نہ دو۔ اور یہ خیال نہ کرو کہ عیسائی صلح کے شرائط کی پابندی کریں گے۔ موت تو سب سے کم خطرہ والی شے ہے صلح کے بعد ہمارے شہروں کا تباہ کیا جانا۔ مسجدوں کی بے حرمتی گھروں کی تباہی۔ ہماری بیویوں اور لڑکیوں کی عصمت دری۔ ظلم اور بے انصافی۔ زنجیریں اور کوڑے اور قید خانے دہکتی ہوئی آگ میں جلایا جانا مجھے نظر آرہا ہے۔ اور وہ لوگ جو زندہ رہیں گے۔ ان امور کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے باقی رہا میں۔ سو خدا کی قسم ہرگز اس دن کو نہیں دیکھوں گا۔ یہ کہہ کر موسےٰ بن غسان اٹھے۔ اور بغیر کسی سے مخاطب ہوئے اپنے گھر گئے۔ اور ہتھیار لگا کے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور شہر سے باہر نکل گئے۔ اسلامی تاریخ کہتی ہے کہ اس کے بعد پھر کسی نے ان کو نہ دیکھا۔ مگر مسیحی مؤرخ فرے انٹونیو گا ئیڈا لکھتا ہے۔ کہ اسی دن ایک دستہ پندرہ سواروں کا دریا کے کنارے چکر لگا رہا تھا۔ کہ انہوں نے دیکھا ایک مسلمان ہتھیار لگا کے ان کی طرف بڑھا چلا آرہا ہے۔ انہوں نے اسے کھڑا ہونے اور اپنے آپ کو ان کے حوالے کرنے کے لئے کہا۔ لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور بڑھ کر ایک سوار کو مار گرایا۔ اس پر لڑائی شروع ہوگئی اور یہ سوار زخموں اور چوٹوں سے بالکل بے پروا تھا۔ اس کی ایک ہی غرض معلوم ہوتی تھی۔ کہ جس قدر عیسائی سواروں کو مار سکے مار دے اسے فتح کا خیال نہ تھا۔ اسے صرف دشمن کو مارنے کا خیال تھا۔ قریباً آدھا دستہ سواروں کا اس نے مار گرایا۔ آخر سخت زخمی ہؤا۔ اور اس کا گھوڑا بھی زخمی ہو کر گر گیا لیکن وہ پھر بھی لڑتا رہا اور زمین پر گرا ہؤا گھٹنوں کے بل اس نے لڑائی جاری رکھی اور آخر جب بالکل چور ہوگیا تو دریا میں کود کر ڈوب گیا۔ یہ مانا کہ موسیٰ دریا میں خود کود کے ناممکن ہے۔ کیونکہ مسلمان خودکشی کو جائز نہیں سمجھتے۔ پس بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یا تو وہ تڑپ کر گر گئے۔ یا ذلیل مسیحی سپاہیوں نے انکو غصہ میں دریا میں دھکیل دیا۔ یہ تھا

سپین کا آخری مخلص

جس نے آرام کے دنوں میں ہی خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق نہ رکھا بلکہ مصیبت کے وقت بھی اسکو نہ چھوڑا۔ خدا تعالےٰ کی رحمت اس اسلام کے سپاہی پر ہو۔ مسلمان بادشاہوں کو بھول سکتے ہیں۔ مگر اسلام کے اس بہادر سپاہی کو نہیں بھول سکتے۔ جب تک ایک سچے مسلمان کی رگوں میں ایمان کا خون جاری ہے۔ اسوقت تک موسیٰ بن غسان کا ذکر نیکی اور دعا کے ساتھ جاری رہیگا۔ ایسے ہی لوگوں کے حالات نوجوانوں کے اندر ہمت اور عزم پیدا کرتے ہیں۔ اور میں جماعت کے نوجوانوں سے خصوصاً اور دوسرے احباب سے عموماً یہ

نمائندگان جماعتہائے احمدیہ کی خاص توجہ کیلئے ضروری اعلان

ماہ جنوری ۱۹۴۱ء میں نظارت امور عامہ نے ان جماعتوں کی فہرست شائع کی تھی جن کی طرف سے مردم شماری کی فہرستیں مکمل ہو کر نہیں آئی تھیں۔ یہ تعداد ۳۵۰ جماعتوں کی تھی۔ الفضل کی اس تحریک کا یہ نیک نتیجہ نکلا ہے کہ گذشتہ ڈیڑھ ماہ میں جماعتوں میں سے ایک معتدبہ حصہ نے مردم شماری کے فارم مکمل کر کے بھیج دیئے ہیں۔ اب صرف مندرجہ ذیل جماعتیں باقی رہتی ہیں۔ جنہوں نے ابھی تک تعمیل نہیں کی۔ لہذا نمائندگان مجلس مشاورت سے ضروری التماس ہے کہ وہ مجلس مشاورت پر آتے وقت مندرجہ ذیل جماعتوں کی مردم شماری کے فارم مکمل کر کے لائیں۔ سرکاری طور پر مردم شماری تو ختم ہو چکی ہے۔ مگر یہ وہ مردم شماری ہے۔ جو نظارت امور عامہ جماعت احمدیہ کی تعداد معلوم کرنے کے لئے اپنے طور پر کرا رہی ہے۔ اگر متعدد جماعتوں کا ایک نمائندہ ہو۔ تو اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے آس پاس کی جماعتوں کی مردم شماری کا انتظام کسی دوست کے ذریعہ سے کریں۔ اس کوشش کے لئے نظارت ان کی ممنون ہوگی۔

ضلع امرتسر { امرتسر، چک سکندر
بیاس
ضلع لاہور کوٹ محمد [illegible]
لنیانی
ضلع فیروزپور [illegible]
گوجرانوالہ [illegible]
کولوتارڑ
تولیکی
سوکی چیٹھہ
مانگٹ
سکا موسکے
ضلع گجرات { کڑیانوالہ، ڈھیریکے کلاں
ضلع جہلم { محمود آباد، رہتاس
احمد پورہ
کردل شاں
ضلع شیخوپورہ { کرم پورہ، چک چہور ۱۷
بیہ ادپور
چک نمبر ۶ / ۵۸
سکا لاخطائی
ضلع لائلپور { ابھرت چک، نمبر ۲۳۸
چک ۲۸۵
چک [illegible]
گھنڈی ۱۰۹

چک ۶۵ GB
۹۵ ارکھ
جنڈانوالہ
چک ۲۵
چک ۲۴۸ GB
چک ۱۹
چک ۲۷۱ چہور
" ۱۱۸
" ۳
کھوڑیانوالہ
ماموں کانجن
چک ۳۱۲ ج ب
جھنگ
جھنگ مگھیانہ
ضلع سرگودھا { مجوکہ، چک ۳۴
چک ۳۷
گھوگھیاٹ
شاہپور صدر
حجکہ
چاہ چوگیہ والہ
بھابھڑہ
ضلع سیالکوٹ { کوٹ کوڑا، چونڈہ
رسولپور قادرآباد
جہور
بوبک مرالی
مالوکے [illegible]
نارووال

دھرگ میانہ
ہیلہ مرالہ چک ۴
ڈسکہ کوٹلی لوہاراں
احمد پور
ضلع گوجرانوالہ
ساروکی چیمہ
میانوالی
ڈیرہ غازی خان
کوٹ قیصرانی
بستی مندرانی
ایبٹ آباد
مانسہرہ
بالاکوٹ
ہری پور
چارسدہ
لنڈی کوتل
پاڑہ چنار
بنوں
وانو
ضلع ملتان { دہاڑ منڈی، چک ۶۳ / ۱۰R
چک ۵۹ / ۴۰R
جلہ ارائیاں
چک ۱۸۵ / ۱۰R
" ۲۰۳ / ۸۰
ضلع منٹگمری { اوکاڑہ، چک ۳۰
احمدیانوالہ

نورث [illegible]
ضلع فیروزپور { سکھانلہ، جالندھر
چھاؤنی
سکندر پور
لنگڑوعہ
نکودر
بہرام
سعاگو ارائیں
شیخ دال میانوال
پوہیاں
ضلع ہوشیارپور { ہریانہ، سرشت پور
بیرم پور
ماہل پور
عالم پور
گنگنہ
ضلع لدھیانہ { ملود، رائے کوٹ
جگراؤں
شیرپور خورد
ماچھی واڑہ
بنوڑ
ہربنس پورہ
اٹرپور
حصار
کرنال
محمود پور

شاہ آباد
سلانور
سہارنپور
حاجی پورہ
انام پور
ٹوہانہ
(رحموں)
بھوسیاں
ٹاٹین کوٹ
راجوری
سری نگر
لہوڑون
پانپور
سمبڑ
گوٹی
میرپور
(سندھ)
میرزا فارم
چک ۲ گرگھوٹو
ولی خان
ہیلو رسندھ
چک [illegible] نواب شاہ
ٹانڈری
دیہہ صاحب خان
چک [illegible] آکھیرا
صوبو ڈیرو
کوٹری
مستونگ
فورٹ سنڈیمین
متھرا
علی گڑھ
جودھپور
اٹاوہ
اسچپلی
سہارنپور
ڈیرہ دون
مرادآباد
جینسی
انام پور
شاہجہانپور
فیض آباد
مکسوا
سانگھ

امروہہ
ٹنگیا
بالیسر
کرٹوالی
کیرنگ
حسینا
چنہ دورہ
پوری
واچی
پیرپیک شاہ
تانا کنڈی
بوگاپاتا
تیرگھالی
موراگھاٹا
موراتیل
نشانی
کرم پور
دشتوپور
کھرڈا
تاردوڑ
برہمن بڑیہ
احمدی پاڑہ
خودروا
سعادت پور
بہرام پور
منگ پور

بیج پور
بنگوڑا
کاریہ نڈا
ملانگر
ڈھاکہ
ڈبرڈگرام
اپر آرڈن بنگال
بھاگلپور
تاردا

کردار
ناگپور
بھوپال
جبلپور
احمدآباد
دوارکا
ڈینگورلہ
ساگر

(ناظر امور عامہ سلسلہ احمدیہ قادیان)

کون دنیادار نہیں

"جو شخص امانت فنڈ تحریک جدید" میں اس لئے روپیہ جمع کراتا ہے کہ اس عرصہ میں نیت کا ثواب حاصل کرتا رہے اور جائداد پیدا ہو جائے یا رقم جمع ہو جانے کے بعد خدمت دین میں زیادہ حصہ لینے کے قابل ہو سکے۔ وہ دنیادار نہیں۔ اس لئے جو شخص ایک روپیہ تک بھی اس میں حصہ لے سکتا ہے اسے ضرور لینا چاہیئے۔ "تحریک جدید کی امانت" ایسی ہے کہ اس میں ہر احمدی کو حصہ لینا چاہیئے۔ تا اسے ثواب بھی ہو اور روپیہ بھی جمع ہو جائے اور وقت پر مل بھی جائے۔ پس اگر آپ نے اب تک اس میں حصہ نہیں لیا۔ تو آج سے ہی اپنا روپیہ امانت فنڈ تحریک جدید میں بھیجنا شروع کریں۔ جو آپ کو تین سال کے بعد واپس مل جائیگی۔ اگر درمیان تین سال میں اشد ضرورت ہوئی۔ تو حضور کی خاص منظوری سے بھی مل جاتا ہے۔

(فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

نارتھ ویسٹرن ریلوے

اہم تبدیلیاں جو یکم اپریل ۱۹۴۱ء سے عمل میں آئیں گی

(الف)

اُن سٹیشنوں کے درمیان چلتی ہیں	ٹرین کا نمبر	تبدیلیاں یکم اپریل سے
(۱) لاہور اور راولپنڈی	۳۵-اپ ایکسپرس	لاہور سے ۵-۲۲ کی بجائے ۵۵-۲۱ پر روانہ ہوگی - اور راولپنڈی بجائے ۵۵-۶ کے ۵۵-۵ پر پہنچیگی -
(۲) لاہور اور ڈیرہ دون	۷۶-ڈاؤن پسنجر	لاہور سے بجائے ۵۰-۱۷ کے ۴۵-۱۸ پر روانہ ہوگی - اور سہارنپور ۲۰-۴ پر پہنچ کر ۲۰-۵ پر وہاں سے روانہ ہوگی - اور ڈیرہ دون ۲۵-۱۰ پر پہنچے گی -
(۳) دہلی اور کالکا	۱-اپ میل	دہلی سے ۱۵-۲۲ کی بجائے ۱۰-۲۲ پر روانہ ہوگی - اور کالکا ۵-۵۰ کی بجائے ۵۵-۴ پر پہنچے گی -
(۴) کالکا اور دہلی	۲-ڈاؤن میل	کالکا سے ۲۳-۲۲ کی بجائے ۲۵-۲۳ پر روانہ ہوگی - اور دہلی ۵-۶ کی بجائے ۱۰-۶ پر پہنچے گی -
(۵) کراچی سٹی اور لاہور	۱۹-اپ ایکسپریس	کراچی شہر سے ۵۵-۷ کی بجائے ۵-۸ پر روانہ ہوگی - اور لاہور ۲۵-۸ کی بجائے ۲۰-۸ پر پہنچے گی -
(۶) لاہور اور کراچی شہر	۲۰-ڈاؤن ایکسپریس	لاہور سے ۵۰-۱۹ کی بجائے ۵-۲۰ پر روانہ ہوگی - اور کراچی شہر ۱۶-۲۰ کی بجائے ۱۰-۲۰ پر پہنچے گی -
(۷) " "	۸-ڈاؤن میل	لاہور سے بجائے ۰-۹ کے ۱۰-۹ پر روانہ ہوگی - اور کراچی شہر موجودہ وقت کے مطابق ۰-۸ پر پہنچے گی -
(۸) دہلی اور انبالہ چھاؤنی براستہ کرنال	۸۱-اپ	دہلی اور انبالہ چھاؤنی کے درمیان منسوخ کردی جائے گی -
(۹) امرتسر اور لاہور	۱۳۱-اپ ۱۸۶-ڈاؤن	امرتسر اور لاہور کے درمیان منسوخ کردی جائیگی -

(ب) زائد گاڑیاں

گاڑی کا نمبر	سٹیشن جہاں سے گاڑی روانہ ہوگی	سٹیشن جہاں پہنچے گی	گاڑی کا نمبر	سٹیشن جہاں سے گاڑی روانہ ہوگی	سٹیشن جہاں پہنچے گی
۱۲-ڈاؤن / ۱۳ اپ	لاہور روانگی ۲۱-۳۵	کالکا آمد ۵-۳۵	۱۴۱-اپ	انبالہ کینٹ روانگی ۱۲-۱۵	کالکا آمد ۱۵-۰
۱۴-ڈاؤن / ۱۱ اپ	کالکا " ۲۲-۳۵	لاہور " ۶-۵۰	۲۷-اپ	وزیرآباد " ۲-۵۵	جموں (توی) " ۵-۱۵
۱۴۳-اپ	دہلی " ۱۸-۰	کالکا " ۱-۵۷	۲۸-ڈاؤن	جموں (توی) " ۲۱-۲۵	وزیرآباد " ۲۳-۴۵
۱۴۴-ڈاؤن	کالکا " ۱۳-۲۵	انبالہ چھاؤنی " ۱۵-۱۵	۱۱۳-اپ	دہلی " ۱۱-۴۰	مظفرنگر " ۱۵-۱۰
۱۴۲-ڈاؤن	" " ۷-۲۵	" " ۹-۱۵	۱۱۴-ڈاؤن	مظفرنگر " ۱۵-۳۶	دہلی " ۱۸-۴۳

(ج) نئے مواصلات

(۱) کالکا سے آنیوالی ۱۴۴-ڈاؤن کا ۳۳-اپ سے لاہور کیلئے ۵۰-ڈاؤن سے دہلی کیلئے براستہ کرنال اور ۸۴-ڈاؤن سے دہلی کیلئے براستہ سہارنپور انبالہ کینٹ پر

(۲) ۹۸-ڈاؤن از بٹھنڈہ - ۵۷-اپ از دہلی براستہ کرنال اور ۸۳-اپ از دہلی براستہ سہارنپور کا ۱۴۱-اپ سے کالکا کے ساتھ انبالہ چھاؤنی پر

(۳) ۳۴۳-از ہوشیارپور کا ۳-اپ فرنٹیئر میل کے ساتھ لاہور کے ساتھ اور ۶۰-ڈاؤن جیجوں دوآبہ کیساتھ جالندھر کینٹ پر - ۳۸۷-اپ فیروزپور کیساتھ اور ۲۰۴-ڈاؤن مکیریاں کیساتھ جالندھر شہر پر اور ۳۱۸-ڈاؤن پٹھانکوٹ کے ساتھ امرتسر پر -

(۴) ۱۴-ڈاؤن / ۱۱-اپ از کالکا کا ۲۴-ڈاؤن شٹل ہوشیارپور کے ساتھ جالندھر کینٹ پر

(۵) ۲۶۵-اپ از جاکھل اور ۲۱۰-ڈاؤن از فیروزپور کینٹ کا ۳۳-اپ لاہور کے ساتھ لدھیانہ پر

(۶) ۳۳۹-اپ از پٹھانکوٹ کا ۷۶-ڈاؤن ڈیرہ دون کے ساتھ امرتسر پر

(۷) ۲۰-ڈاؤن از راولپنڈی اور ۷-اپ از کراچی سٹی کا ۷۶-ڈاؤن ڈیرہ دون کے ساتھ لاہور پر

(۸) ۴۲-ڈاؤن از پٹ ورکینٹ کا ۴۴۶-ڈاؤن لائل پور اور شورکوٹ روڈ کے ساتھ وزیرآباد پر

(۹) ۴۷-ڈاؤن از جھنگ مگھیانہ کا ۱۲۹-اپ جموں (توی) کے ساتھ شاہدرہ پر اور ۱۰۸-ڈاؤن پٹھانکوٹ اور ۴۲-ڈاؤن بٹھنڈہ کے ساتھ لاہور پر

(۱۰) ۱۱۵-اپ از امرتسر کا ۳۷۴-اپ لائل پور کے لئے لاہور پر

(۱۱) ۱۲۶-ڈاؤن از جموں (توی) کا ۲۰-ڈاؤن کراچی شہر کے ساتھ لاہور پر -

(د) ٹرینیں جنکی توسیع کی گئی ہے - ۱۵۵-اپ اور ۱۵۶-ڈاؤن دہلی بٹھنڈہ کی توسیع فیروزپور سے اور فیروزپور تک کی گئی ہے -

(ہ) ریل موٹریں اور زائد گاڑیاں کالکا شملہ سیکشن پر رائج کی جائیں گی -

(س) تھرو سروس گاڑیاں

جن سٹیشنوں کے درمیان چلتی ہیں	گاڑی کا نمبر	یکم اپریل سے تبدیلیاں	جن سٹیشنوں کے درمیان چلتی ہیں	گاڑی کا نمبر	یکم اپریل سے تبدیلیاں
ہوڑہ - کالکا اول و دوم درجہ	۵-اپ / ۱۳-اپ	جاری کی جائیں گی	لاہور کالکا سوم درجہ	۷۶-ڈاؤن / ۱-اپ	منسوخ کردی جائے گی
کالکا - ہوڑہ " "	۱۴-ڈاؤن / ۶-ڈاؤن	"	کالکا لاہور " "	۲-ڈاؤن / ۷۵ اپ	" " "
لاہور پٹھانکوٹ اول و دوم درجہ } لگیج وین $\frac{۵}{۱۴۴}$ سے $\frac{۱۱}{۱۴۳}$ تک	۱۸-ڈاؤن / ۳۲۰-ڈاؤن	"	دہلی لاہور " "	۸۱-اپ / ۱۷-اپ	۱۴۳-اپ / ۱۷-اپ
			لاہور جموں توی اول دوم درمیانہ سوم	۳۵-اپ / ۲۹۵ اپ	۳۵-اپ / ۲۷-اپ
لاہور کالکا اول - دوم - درمیانہ اور سوم	۶-ڈاؤن / ۱-اپ	منسوخ کردی جائے گی	جموں توی لاہور " " "	۱۵۲-ڈاؤن / ۳۴-ڈاؤن	۲۸-ڈاؤن / ۴۲-ڈاؤن
کالکا لاہور " " "	۲-ڈاؤن / ۵-اپ	" "	لاہور مغل سرائے سوم درجہ	۶-ڈاؤن	لاہور - پٹنہ
			مغل سرائے لاہور "	۵-اپ	پٹنہ - لاہور

(ص) $\frac{۳}{۱۴۱}$ ۱۳۱ اور $\frac{۴}{۱۴۲}$ کی درمیانی شب گاڑیوں کا انتظام :- (۱) یکم اپریل ۱۹۴۱ء کو انبالہ کینٹ - لاہور سیکشن پر ۱۴/۱۱-اپ شملہ میل کی کوئی سروس نہ ہوگی - (۲) ۲-ڈاؤن کالکا - دہلی کلکتہ میل کالکا سے ۳۱-مارچ ۱۹۴۱ء کو ۲۳-۲۲ پر روانہ ہوگی - اور انبالہ کینٹ تک موجودہ اوقات کے مطابق چلیگی - انبالہ کینٹ سے آگے یہ نئے اوقات کے مطابق چلے گی - نئے اوقات کے مطابق یکم اپریل ۱۹۴۱ء کو چاندی گڑھ - انبالہ کینٹ سیکشن پر اس ٹرین کی کوئی سروس نہ ہوگی - (۳) ۱-اپ کلکتہ - دہلی - کالکا میل جو دہلی سے ۳۱ مارچ ۱۹۴۱ء کو روانہ ہوگی - دھولکوٹ اور لالڑو پر نہیں ٹھہریگی - (۴) یکم اپریل ۱۹۴۱ء کو ۱۴۶-ڈاؤن پسنجر درجہ سوم کی کٹھلی گھاٹ اور کالکا کے درمیان کوئی سروس نہ ہوگی -

یکم اپریل سے جاری ہونیوالا ٹائم ٹیبل تمام ریلوے بک سٹالوں سے تین آنہ فی نسخہ کے حساب سے خریدا جاسکتا ہے -

چیف آپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۴ مارچ۔ حکومت ترکی نے سالونیکا کے متعلق اعلان کیا ہے۔ کہ یہ بھی ترکی کے محفوظہ رقبہ میں شامل ہے جرمنی نے یونان سے جو مطالبات کئے ہیں۔ ان میں سالونیکا پر قبضہ بھی شامل ہے

امرتسر ۲۴ مارچ شرومنی اکالی دل کی مجلس عاملہ نے ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ کہ اگر گورنمنٹ نے سکھوں کے مطالبات منظور نہ کئے تو ۴ اپریل کو ڈائرکٹ ایکشن کیا جائیگا۔ حکم دے دیا گیا ہے۔ کہ ۲ اپریل کو ہر ضلع سے جتھے امرتسر کی طرف روانہ ہو جائیں۔ ان جتھوں کے جلوس نکالے جائیں گے

لنڈن ۲۵ مارچ۔ کسی ملک کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے نازی جو کھیل کھیلا کرتے ہیں۔ وہ اب وی آنا میں کھیلا جا رہا ہے۔ یوگوسلاویہ کے وزیر اعظم اور وزیر خارجہ کو ربن ٹراپ نے وہاں بلایا ہے ایک خبر یہ بھی ہے کہ ہٹلر بھی وہاں پہنچا ہے یہ معلوم نہیں یوگوسلاویہ کن شرائط پر سمجھوتہ کرے گا خیال ہے۔ کہ اس کی فوج توڑنے پر نازی زور نہ دیں گے جرمنی کی ایک نیوز ایجنسی نے ابھی ابھی خبر دی ہے کہ آج دونو ملکوں میں سمجھوتہ پر دستخط ہو گئے ہیں۔

انقرہ ۲۵ مارچ۔ روس اور ترکی کی طرف سے ایک مشترکہ اعلان شائع ہوا ہے۔ روس نے یقین دلایا ہے کہ ترکی کی مشرقی سرحد کو کوئی خطرہ نہیں

ایتھنز ۲۵ مارچ۔ آج یونانی آزادی کا دن منا رہے ہیں۔ مسٹر چرچل نے اس موقعہ پر ایک پیغام بھیجا جس میں کہا ہے۔ کہ اس وقت ساری مہذب دنیا آپ لوگوں کی بہادری کی تعریف کر رہی ہے۔ آج سے ایک سو بیس سال قبل برطانیہ نے یونان کی آزادی کے لئے اپنی جان لڑا دی تھا۔ اور ہم اب اس کی حفاظت کی پوری پوری کوشش کریں گے۔ یونانی وزیر اعظم اور کمانڈر انچیف نے بھی اپنی قوم کو پیغام بھیجے ہیں۔ البانیہ کے دو مورچوں پر اطالویوں نے جوابی حملے کئے تھے۔ مگر ان کو پسپا کر دیا گیا۔ اطالوی قیدیوں کا بیان ہے۔ کہ ان کی فوجیں اپنے گرد خاردار تار کے جال بچھا رہی ہیں۔

لنڈن ۲۵ مارچ۔ ۱۶ مارچ کو ختم ہونے والے ہفتہ میں برطانیہ کا بحری نقصان گذشتہ دو ہفتوں کی نسبت بہت کم ہوا۔ کل ۳۲ جہاز ڈوبے جن کا وزن ۱۷۰۰۰ ٹن تھا۔ گذشتہ پانچ ہفتوں میں دشمن کے تین لاکھ ٹن کے جہاز غرق کئے جا چکے ہیں۔ اور آغاز جنگ سے اب تک ان کا کل نقصان ۲۳ لاکھ ٹن ہے۔

واشنگٹن ۲۵ مارچ۔ امریکہ کے ایوان نمائندگان نے بحری فوج کو ایک لاکھ نوے ہزار سے بڑھا کر ۲ لاکھ ۹۲ ہزار کرنے کی منظوری دیدی ہے۔

دہلی ۲۵ مارچ۔ ہندوستان کے کمانڈر انچیف آج کل کراچی کے علاقہ کا دورہ کر رہے ہیں۔

دہلی ۲۵ مارچ۔ مرکزی اسمبلی میں مسلم لیگ کے ایک ممبر نے تحریک پیش کی تھی۔ کہ سرکاری ملازمین کی فرقہ وار انجمنیں منظور کی جائیں۔ مگر یہ تحریک ۱۷ کے مقابلہ میں ۴۸ آرا کی مخالفت سے گر گئی۔

لنڈن ۲۵ مارچ روم ریڈیو سے سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ افریقہ کی اطالوی فوجوں کے کمانڈر انچیف مارشل گریزیانی نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ حکومت اطالیہ نے حسب معمول کہا ہے کہ مارشل گریزیانی نے اپنی مرضی سے استعفیٰ دیا ہے۔ مارشل گریزیانی پہلے اریٹریا میں اطالوی فوج کی کمان کرتے رہے ہیں اس کے بعد آٹھ سال تک وہ لیبیا کو سر کرنے کی جدوجہد میں مصروف رہے وہ لیبیا میں امن قائم کرنے کے لئے ہر روز تیس تیس آدمیوں کو پھانسی دیا کرتے تھے۔ ان کا یہ مشہور مقولہ ہے کہ جس نے اپنے ایک دشمن کو معاف کر دیا اس نے ایک ہزار سے زیادہ دشمن پیدا کر لئے۔ لوگوں نے ان کا نام "لیبیا کی وبا" رکھ دیا تھا۔ جب یہ ایبے سینیا کے گورنر مقرر ہوئے تو عدیس آبابا میں تین دن کے اندر اندر انہوں نے چھ ہزار حبشیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

لنڈن ۲۵ مارچ۔ لنڈن میں سرکاری طور پر اس امر کا اعلان کیا گیا ہے۔ کہ انگریزی فوجوں نے مارواکے درہ کے مضبوط اطالوی مورچوں کو توڑ دیا ہے۔ اب وہ ہرر کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ جبوتی ریلوے لائن بھی خطرہ میں ہے

لنڈن ۲۵ مارچ۔ نیروبی سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ جنوبی افریقہ کے انگریزی ہوائی جہازوں نے عدیس آبابا جبوتی ریلوے لائن پر کئی چھاپے مارے

کلکتہ ۲۵ مارچ۔ ڈبرو گڑھ واقع آسام میں اتوار کو اندھیرا رکھنے کی مشق کی جائے گی۔

لنڈن ۲۵ مارچ۔ نائب وزیر ہند نے آج لنڈن سے ایک تقریر براڈکاسٹ کی جس میں کہا کہ رائل انڈین نیوی کے جو آدمی انگریزی بندرگاہوں میں ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں۔ میں ان سے ملا ہوں باوجود موسم کی خرابی کے وہ نہایت ہوشیاری سے کام کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے جس طرح افریقہ کی میدانی لڑائیوں میں ہندوستانیوں نے کامیابی حاصل کی ہے اسی طرح وہ سمندری لڑائیوں میں بھی کامیاب رہیں گے۔

بلغراد ۲۵ مارچ یوگوسلاویہ کی گورنمنٹ نے تمام جلسوں کی ممانعت کر دی ہے اور پولیس کو ۲۴ گھنٹے حاضر رہنے کا حکم دے دیا ہے۔

لنڈن ۲۵ مارچ جرمنی کی خبر رساں ایجنسی نے صبح یہ اطلاع دی تھی کہ وی آنا میں جرمنی اور یوگوسلاویہ کے درمیان سمجھوتہ پر دستخط ہو گئے ہیں۔ مگر پھر کہا کہ تیسرے پہر دستخط ہونگے معلوم ہوا ہے سمجھوتہ میں دو ضروری باتیں یہ ہیں۔ کہ جرمن گورنمنٹ یوگوسلاویہ کی آزادی کا خیال رکھے گی اور جرمنی اور اٹلی یہ نہیں کہیں گے کہ یوگوسلاویہ اپنے علاقہ سے ان کی فوجوں کو گذرنے دے۔ نیویارک ٹائمز کے نامہ نگار نے بلغراد سے لکھا ہے کہ یوگوسلاویہ کو ایسا سمجھوتہ نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ اس نے دیگر ممالک کے عبرتناک انجام کو دیکھ کر بھی سبق حاصل نہ کیا۔

لنڈن ۲۵ مارچ یوگوسلاویہ کے حالات پر رائے زنی کرتے ہوئے اخبار "لنڈن ٹائمز" لکھتا ہے تجربہ سے پتہ چلا ہے کہ نازی چھوٹے ممالک کو ڈرا دھمکا کر سمجھوتے پر آمادہ کرتے ہیں اور من مانی کارروائیاں کرتے ہیں۔ اگر یوگوسلاویہ کی حکومت کو اپنی آزادی کا ذرا بھی احساس ہوتا تو وہ ملک سے اس طرح غداری نہ کرتی۔ یوگوسلاویہ کے معاملہ میں پہلے تو نازیوں نے فالتو پیداوار ہتھیالی۔ پھر رومانیہ اور بلغاریہ پر قبضہ کر کے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا۔ اور آخر ملک میں پھوٹ ڈلوا کر اسے کمزور کر دیا۔

لنڈن ۲۵ مارچ۔ انقرہ میں یوگوسلاویہ کے جرمن اثر کے نیچے آجانے پر اظہار افسوس کیا جا رہا ہے مگر ساتھ ہی کہا جاتا ہے کہ اس کا ترکی کے رویہ پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔

کراچی ۲۵ مارچ سندھ کے نئے گورنر اتوار کو کراچی پہنچ رہے ہیں۔

طبع عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی